بڑی قوت رکھتی ہے اور وہ اپنے نقطۂ نظر کو بڑے زور کے ساتھ پیش کر سکتی ہیں۔ اُن کا تصورِ دین بالکل صحیح ہے اور وہ ہر اُس تحریک اور شخصیت کی مخالف ہیں جس میں تجدد پسندی کی بُو آتی ہو۔ کسی نومسلم مغربی خاتون کا اتنے ٹھیٹھ نظریات کا حامل ہونا اور پھر انہیں پوری جرأت کے ساتھ بیان کرنا بڑی قابلِ قدر بات ہے۔ لیکن پہلے ایڈیشن پر تبصرہ کرتے ہوئے میں نے جو بات کہی تھی اُسے پھر کہنے پر مجبور ہوں کہ کسی تحریک کا انتقاد بڑا پُر پیچ ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ دنیا میں جتنے بھی مصلحین پیدا ہوئے ہیں اُن کے طرزِ فکر اور طرزِ عمل میں زمان و مکان کے اثرات کا عکس ملتا ہے۔ ان اثرات کی خصوصاً وہ اثرات جو اسلامی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتے، نشاندہی کرنا بلاشبہ دینی خدمت ہے۔ لیکن ان اثرات کے پیشِ نظر ان مصلحین کی ساری دینی خدمات کو پسِ پشت ڈال دینا ہمارے نزدیک صحیح نہیں۔ کسی فرد کی فکری لغزشیں بیان کرنے کے لیے نرم لہجہ بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ اس خامی کے باوجود کتاب بڑی قابلِ قدر ہے اور ہمارے نوجوان طبقے خصوصاً خواتین کو اس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔ معیارِ طباعت نہایت اچھا ہے اور عمدہ ذوق کا مظہر ہے

تاریخ ایران جلد اوّل از قوم ماد تا آلِ ساسان — تالیف: پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی صاحب۔ شائع کردہ: مجلس ترقی ادب۔ ۲ کلب روڈ، لاہور۔ صفحات ۶۵۴۔ قیمت پچیس روپے۔

ایران کے ساتھ ہمارے تہذیبی روابط بڑے قدیم ہیں۔ جب عرب سے اسلام کا آفتاب طلوع ہوا تو اس کی حیات آفریں کرنوں سے ایران اور پاک و ہند یکساں طور پر منور ہوئے۔ اس بنا پر مذہبی احساسات کے معاملے میں بھی ان دونوں ممالک کے اندر کافی حد تک ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ ایران کی زبان فارسی تو ایک مدت دراز تک پاک و ہند کی سرکاری زبان رہی ہے اور اس کے نہایت گہرے اثرات ہماری زبان اور ادب پر آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ جو ملک نہ صرف جغرافیائی اعتبار سے ہمارے بالکل قریب ہو بلکہ تہذیبی، معاشرتی، مذہبی اور لسانی رشتوں کے لحاظ سے بھی ہمارے ساتھ وابستہ ہو اُس کی تاریخ سے ہم بے بہرہ رہیں۔ پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی ستائش کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اُردو زبان میں نہایت جامع اور مستند تاریخ مرتب کر کے ہمیں اپنے دوست اور ہمسایہ ملک کے پس منظر